مولانا محمد حبیب اللہ مختار

حضرت شیخؒ ——— اور

لب اللباب

جامع ترمذی صحاح ستہ میں اپنے طرز کی منفرد کتاب ہے' جو خصوصیات اس میں ہیں، دوسری کتابوں میں کم پائی جاتی ہیں ۔ احادیث کو حسنِ سیاق سے پیش کرنا، علومِ حدیث کا تذکرہ، اسماء وکنٰی کا بیان، جرح وتعدیل، ذکرِ مذاہب ائمہ اور دیگر علل ومسائل کا تذکرہ وغیرہ ایسی اہم خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی شریک نہیں ۔

حدیث کے طالب علم کے لئے جامع ترمذی سے زیادہ نفع بخش کتاب ذخیرہ حدیث میں نہیں پائی جاتی ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث اور فقہ حدیث دونوں کو یکجا کردیا ہے ۔ ایک یا چند احادیث ذکر کرکے فقہاء کے اقوال وآراء اور ان کے تعامل کو ذکر کرتے ہیں' ساتھ ہی حدیث کا درجہ صحت یا ضعف، حسن یا غرابت کے اعتبار سے متعین کرتے ہیں' اگر سند میں کوئی علت قادحہ ہو تو اسے بھی ذکر کرتے جاتے ہیں' طرقِ حدیث ذکر کرکے اس کے فائدہ کو اور بڑھا دیا ہے ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسی مخصوص طرز کی وجہ سے اپنی کتاب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز کو بھی اپنایا ہے کہ فقہ حدیث کو ذکر کیا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے طرز کو بھی لیا کہ اس باب سے متعلق احادیث اور اس کے طرق کو یکجا کردیا ۔ مزید یہ کہ متداول وغیر متداول، معمول بہ وغیر معمول بہ مذاہب کو بھی نقل کردیا ہے ۔

امام ابواسمٰعیل عبداللہ بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جامع ترمذی کا تذکرہ آیا تو انہوں نے فرمایا:

''جامع ترمذی میرے نزدیک صحیح بخاری وصحیح مسلم سے زیادہ مفید ہے' اس لئے کہ بخاری

ومسلم سے صرف متبحر عالم ہی فائدہ اٹھاسکتا ہے،لیکن ترمذی سے ہر شخص فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔‘‘(شروط الائمۃ الستۃ، صفحہ:۱۶)

ابن الاثیر لکھتے ہیں:

’’صحیح ترمذی بہترین کتاب ہے، بے انتہاء مفید ہے‘ عمدہ ترتیب ہے‘ تکرار بہت کم ہے۔اس میں وہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جواور کتابوں میں نہیں‘ مثلاً: مذاہب کا تذکرہ ،طریقِ استدلال کا بیان‘ ساتھ ہی حدیث کے اقسام صحت،حسن اورغریب ہونے کے اعتبار سے ،نیز جرح وتعدیل کا تذکرہ بھی ۔‘‘(۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی کتاب مکمل کی تو حجاز،عراق اورخراسان کے علماء کے سامنے پیش کی‘ سب نے اسے پسند کیااور سراہا۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’جس شخص کے گھر میں یہ کتاب موجود ہوتو گویااس کے گھر میں بولتا ہوازندہ نبی موجود ہے۔‘‘

نیز فرمایا:

’’اس کتاب میں، میں نے ان احادیث کو ہی لیا ہے جس پر کسی نہ کسی فقیہ نے عمل کیا ہو۔‘‘(۲)

ابوجعفر بن الزبیر لکھتے ہیں:

’’حدیثی فنون میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کووہ مقام حاصل ہے جس میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ۔‘‘(۳)

امام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید جامع ترمذی کے علوم‘ اجمالی طور سے اس طرح شمار کراتے ہیں:

۱:......احادیث کی ابواب پر ترتیب۔ ۲:......بیانِ مذاہب وفقہِ حدیث۔

۳:......عمل احادیث کا تذکرہ ارر صحیح وغیر صحیح کا بیان۔

۴:......اسماء وکنیٰ کی توضیح۔ ۵:......جرح وتعدیل۔

۶:......صحابی وغیر صحابی کا امتیاز۔ ۷:......حدیث کے راویوں کا شمار۔(۴)

حافظ ابن سید الناس ان علوم پر کچھ اور علوم کا اضافہ اس طرح کرتے ہیں:

۸:......شذوذ کا بیان۔ ۹:......موقوف کا تذکرہ۔

۱۰:......مدرج کی وضاحت۔(۵)

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کا ایک قیمتی مضمون دمشق کے مجلّہ المجمع العلمی العربی میں شائع ہوا تھا،جس میں

---

(۱)......جامع الاصول (۱۔۱۴) (۲)......تذکرۃ الحافظ (۲۔۱۸۸)

(۳)......قوت المغتذی (ص:۵،۶) (۴)......قوت المغتذی (ص:۱۵)

(۵)......قوت المغتذی (ص:۱۵،۱۶)

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ترمذی کی کتاب کی خصوصیات پر محدثین و آئمہ کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

ا:......امام ترمذی نے اپنی کتاب میں احادیث نبوی کی آٹھ قسموں کو جمع کر دیا ہے۔

۱-عقائدودینی اصول۔ ۲-شرعی احکام، عبادات ومعاملات اور حقوق العباد سے متعلق احادیث۔

۳-تفسیر قرآن۔ ۴-آداب واخلاق۔ ۵-سیرت وشمائل نبوی ﷺ

۶-مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم۔ ۷-علاماتِ قیامت سے متعلق احادیث۔

۸-رقاق، وعظ ونصیحت اور ترغیب وترہیب سے متعلق احادیث (جسے کتاب الزہد کا نام دیا جاتا ہے) اور ترمذی کی کتاب الزہد کی نظیر صحاح ستہ میں نہیں ملتی۔

یہ اقسام اگرچہ صحیح بخاری میں بھی ہیں، لیکن وہ شروط کی سختی کے سبب احادیث کے ذخیرہ کو جمع نہ کر سکے۔ ترمذی کی کتاب الزہد، کتاب الدعوات، کتاب التفسیر کا مقابلہ بخاری کے ان ابواب سے کریں، حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

۲:......ترمذی نے احادیث پر صحت، حسن، غرابت اور ضعف کے اعتبار سے جو حکم لگایا ہے وہ پڑھنے والوں اور تحقیق کرنے والوں کے لئے بہت نافع اور اہم چیز ہے۔

۳:......امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں ائمہ کے مذاہب اور امت کے تعامل کو خوب عمدگی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اختلافی مسائل بیان کرنے والی دیگر کتب احکام وغیرہ بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دے۔ امام ترمذی کی یہ ایسی خصوصیت ہے جس میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں۔ صحابہ وتابعین کے مذاہب پر مطلع ہونا اور ایسے مذاہب جن پر عمل متروک ہو چکا ہے، جیسے کہ شام کے امام اوزاعی، عراق کے امام سفیان ثوری، خراسان کے امام اسحاق ابن ابراہیم مروزی وغیرہ حضرات کے مذاہب پیش کرنا' یہ بڑا دقیق و نادر علم ہے جس پر لوگ صرف امام ترمذی اور ان کے کتاب۔ کے ذریعہ ہی مطلع ہو سکتے ہیں۔

۴:......امام ترمذیؒ نے فقہاء امت کے مذاہب کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور ہر قسم کے لئے الگ باب قائم کیا ہے، جس میں اس مسئلہ کو ثابت کرنے والی حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس طرح سے احکام سے متعلق متعارض احادیث کو دو باب میں تقسیم کر دیا۔ امام ترمذیؒ بسا اوقات ایک قسم کی تائید کرتے ہیں اور اس کا تفقہ یا تحدیث یا تعامل کے اعتبار سے راجح قرار دیتے ہیں یا دونوں میں جمع ہو سکے تو تطبیق دے دیتے ہیں۔

۵:......سند میں مذکور رواۃ اگر کنیت کے ساتھ ہوں تو ان کا نام بتلا دیتے ہیں اور اگر نام سے مذکور ہوں تو ان کی کنیت۔ عام طور سے ایسا اس مقام پر کرتے ہیں جہاں غموض اور خفاء یا ضرورت ہو۔ علماء حدیث نے اس

موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔جن میں دولابی کی کتاب ’’الاسماء والکنی‘‘ سب سے عمدہ کتاب ہے۔

۶:......روایات ذکر کرکے امام ترمذیؒ جرح وتعدیل کرتے ہیں اور کسی خاص شرط کے پابند نہ ہونے کی تلافی اس جرح وتعدیل سے کیا کرتے ہیں اور حدیث کا درجہ صحت، حسن اور غرابت کے اعتبار سے متعین کرکے اس کمی کو پورا کردیتے ہیں۔

۷:......امام ترمذیؒ حدیث نقل کرنے کے بعد بسا اوقات نہایت عمدہ حدیثی ابحاث اور اسنادی فوائد لاتے ہیں جو اور کتابوں میں نہیں پائے جاتے‘ چنانچہ حدیث کے موصول، مرسل، موقوف اور مرفوع ہونے کو بتلاتے ہیں کہ راویٔ حدیث صحابی ہے یا تابعی اور حدیث کا درجہ کیا ہے؟

۸:......عام طور سے امام ترمذیؒ ہر باب میں حدیث کے متعدد طرق اور ساری روایات ذکر کرنے کے بجائے صرف ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اور ایک طریق ہی لاتے ہیں‘ خصوصاً احکام سے تعلق رکھنے والی احادیث میں۔اسی لئے جامع ترمذی میں احادیثِ احکام کا ذخیرہ کم ہے‘ البتہ اس کی تلافی وہ اس طرح کرتے ہیں کہ اس باب اور موضوع سے متعلق دیگر جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں۔ان کو ذکر کردیتے ہیں اور اس طرح سے اس موضوع یا اس باب میں جتنے صحابہ سے احادیث ہوتی ہیں‘ ان کی تعداد معلوم ہوجاتی ہے جو ائمہ نقد و محققین کے یہاں بڑی قابل قدر خدمت ہے اور ذوق قدیم وجدید دونوں کے لئے بڑی پرکیف خدمت ہے۔وہ ’’وفی الباب عن فلان و فلان‘‘ کہہ کر اس استیعاب سے نام گنوادیتے ہیں کہ جس کی تفتیش اور تخریج کے لئے ہزاروں صفحات اور بیسیوں بڑی بڑی جلدوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے‘ لیکن پھر بھی بعض اوقات وہ حدیث نہیں ملتی۔

امام ترمذیؒ کی ’’وفی الباب‘‘ والی احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ’’اللباب‘‘ نامی کتاب میں کی‘ لیکن سیوطیؒ اس کو ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ مجھے وہ کتاب مل نہیں سکی۔حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حرمین شریفین، قاہرہ اور استانہ کے عظیم الشان کتب خانوں میں اسے تلاش کیا‘ لیکن ’’اللباب‘‘ نہ مل سکی۔حافظ ابن حجرؒ سے پہلے ان کے شیخ حافظ عراقیؒ نے بھی امام ترمذیؒ کی فی الباب والی حدیث کی تخریج کی تھی‘ لیکن وہ بھی کہیں دستیاب نہیں ہے۔حافظ ابن سید الناس یعمری اور حافظ عراقیؒ نے اپنی شروح میں مافی الباب کی تخریج کا التزام کیا ہے۔

۹:......امام ترمذیؒ مشکل احادیث کی گاہے بگاہے تفسیر وتاویل بھی کرتے جاتے ہیں‘ کبھی اپنے الفاظ میں اور کبھی ائمہ فن کے کلام سے‘ جیسے کتاب الزکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث: ان اللہ یقبل الصدقة ویأخذها بیمینه الخ ذکر کی اور فرمایا کہ: اہلِ علم اس حدیث اور اس جیسی ذات وصفات سے متعلق

احادیث کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: ان احادیث میں جس طرح آیا ہے اسی طرح تسلیم کیا جائے گا۔ اس کی کیفیت نہیں معلوم کریں گے۔ امام مالک بن انسؒ، سفیان ثوریؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ حضرات اس جیسی صفاتِ الٰہیہ سے متعلق احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بغیر کیفیت اور حقیقت بیان کئے اسی طرح اس کو مان لو، یہی علماء اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

۱۰:...... امام ترمذیؒ باب میں غریب احادیث لاتے ہیں اور صحیح ومشہور احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ''وفی الباب عن فلان وفلان'' میں اس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں، یہ کوئی عیب نہیں ہے، اس لئے کہ اس حدیث میں جو ضعف یا عیب ہوتا ہے، امام ترمذیؒ اس کی صراحت کردیتے ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح امام نسائیؒ اپنی کتاب میں جب حدیث کے طرق جمع کرتے ہیں تو پہلے جو کمزور یا غلط ہوتا ہے اسے لاتے ہیں، پھر اس کے مخالف اور صحیح اور قوی کو لاتے ہیں۔ (۱)

جامع ترمذی کی خصوصیات کا یہ اجمالی تعارف تھا۔ (تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے سرِدست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں) سنن ترمذی کی ان خصوصیات کی وجہ سے درس نظامی میں جامع ترمذی کو ہمیشہ اہمیت اور امتیازی مقام حاصل رہا ہے اور ہمارے مدارس میں یہ کتاب ہمیشہ صدر مدرس، اونچے درجہ کے محدث یا استاذ کے پاس رہی ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ خود بھی خوب اہتمام سے پڑھایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ترمذی کی مختصر سی تقریر مولانا محمد چراغ صاحب نے ضبط کی تھی جو ''عرف الشذی'' کے نام سے حدیث پڑھانے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ چونکہ عرف الشذی دورانِ ضبط کردہ تقریر ہے، اس لئے جابجا تشریح وتفصیل کی محتاج تھی، مجلسِ علمی ڈابھیل نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے ذمہ یہ کام لگایا تھا۔ چونکہ ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے محبِ صادق اور ان کے انفاس کے محافظ اور علوم کے وارث تھے، اس لئے انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پورے ذوق وشوق سے محققانہ انداز سے کام شروع کیا جو پھیلتے پھیلتے مفصل جامع اور بے نظیر شرح کی صورت میں سامنے آیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ''وفی الباب'' میں مذکور صحابہ کی احادیث کی تخریج کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس موضوع پر کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس پر قناعت ہوسکے۔ محدث اور محقق کے سامنے جب تک کسی روایت وحدیث کے طرقِ اسانید اور اس کی علل ومراجع سامنے نہ ہوں، اس وقت تک اس کی تشفی نہیں ہوتی۔ فقیہ کے سامنے جب تک سب الفاظ نہ ہوں اس وقت تک اس کے لئے فقہ کے دقیق

(۱)...... تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المجمع العلمی العربی رمضان ۱۳۷۶ھ (ج:۳۲، جز۲، ص:۳۰۸)

مسائل کا استنباط اور اجتہاد کا کام مشکل ہوتا ہے۔ جب تخریج مافی الباب کے ذریعہ سب طرق اور حدیث کے سب الفاظ سامنے آجائیں گے تو پھر فیصلہ کرنا آسان ہوگا۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ نقل فرمایا کرتے تھے کہ:

''جب تک کسی حدیث کے تمام الفاظ اور طرق جمع نہ کرلئے جائیں اس وقت تک کسی عالم کو کسی فقہی مسئلہ میں فیصلہ کرنے اور حکم دینے کا حق نہیں۔ اسی طرح جب تک کسی روایت کے تمام کلمات جمع نہ کرلئے جائیں' اس وقت تک کسی شخص کے لئے حدیث کی شرح کرنا درست نہیں۔''

اور فرمایا کرتے تھے:

''حدیث کی کسی کتاب کی شرح کرنا اس وقت تک درست نہیں جب تک حدیث کا شارح' حافظ اور الفاظ وطرق سے باخبر نہ ہو۔''

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی عالم اور محدث کے سامنے کسی حدیث کے تمام رواۃ یعنی صحابہ کرام آجائیں گے اور حدیث کا درجہ تواتر اور شہرت وغیرہ کے اعتبار سے معلوم ہوجائے گا تو یہ ان لوگوں کی تردید کے لئے نہایت وزنی دلیل ہوگی جو اخبار آحاد کے منکر ہیں یا احادیث میں غلط تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ خاص طور سے ہمارے اس پرآشوب وپرفتن دور میں، جس میں انکارِ حدیث دورِتاویلاتِ باطلہ مفسدین وزائغین کا شیوہ بن گیا ہے۔

جامع ترمذی کی شرح کے دوران حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مافی الباب کی احادیث کی تخریج کا عزم کیا اور بروز دوشنبہ ۷رجب ۱۳۶۴ھ کو اس کام کی ابتداء کی، مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''الحمد لله وبه نستعين، وبه الثقة والعصمة، والصلاة والسلام على سيدنا محمد رسول الرحمة وآله وصحبه هداة الأمة أما بعد:

امام ترمذی کی فی الباب والی احادیث کا نہایت جلدی میں تخریج کا ارادہ ہے۔ اس کا نام ''لب اللباب فيما يقول الترمذي وفي الباب'' رکھتا ہوں۔ نہایت سرعت میں لکھ رہا ہوں' عرف الشذی پر لکھی جانے والی تعلیقات کا ذیل...... اور ترمذی کی شرح معارف السنن کا تکملہ بنانے کا ارادہ ہے۔ معارف السنن، ابواب العیدین تک لکھ چکا ہوں۔ ابواب العیدین کی ابتداء سے اس کام کی بسم اللہ کررہا ہوں۔ تطویل سے بچنے کے لئے متن ذکر نہیں کیا گیا۔ شروع کا باقی ماندہ حصہ بعد میں مکمل کروں گا۔ خدا سے دعا ہے کہ مجھے اس کام کے مکمل کرنے کی توفیق بخشے' وہی توفیق وبرکت دینے والا ہے' اسی سے ہر خیر کی امید وسعادت کی توقع ہے۔ وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین

مددگار ہے۔“

چنانچہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے ابواب العیدین کے ۵۲ باب، ابواب الزکوۃ کے ۳۸ اور ابواب الصوم کے ۱۳۲ ابواب کی تخریج فرمائی۔

ذیل میں حضرت شیخ کے تخریج کردہ چند ابواب بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

”باب المشی یوم العید“

اس باب میں امام ترمذیؒ نے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا، حالانکہ اس باب میں مندرجہ ذیل حدیثیں پائی جاتی ہیں:

۱:......حدیث سعد القرظؓ۔ابن ماجہ (ص:۹۳) باب ماجاء فی الخروج یوم العید ماشیاً۔

۲:......حدیث ابن عمرؓ۔ابن ماجہ (ص:۹۳) باب ماجاء فی الخروج یوم العید ماشیاً۔

۳:......حدیث ابی رافعؓ۔ابن ماجہ (ص:۹۳) باب ماجاء فی الخروج یوم العید ماشیاً۔

لیکن سب کی سند ضعیف ہے۔

عید اور جنازہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ کے سواری نہ ہونے کے بارے میں جو روایت آتی ہے، اگرچہ اس کو ابن قدامہ وغیرہ سے ذکر کیا ہے، لیکن وہ بے اصل ہے۔ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر ص:۱۴۴ (۱)

۴:......حدیث سعد بن أبی وقاصؓ بزار نے تخریج کی ہے، لیکن اس میں خالد بن الیاس متروک راوی ہے۔ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۲۰۱

باب التقصیر فی السفر

اس باب میں امام ترمذیؒ نے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی احادیث کا حوالہ دیا ہے:۔

۱:...عمر ۲:...علی ۳:...ابن عباس ۴:...انس ۵:...عمران بن حصین ۶:...عائشہ رضی اللہ عنہم۔

تخریج: حدیث عمر: ان سے دو حدیثیں مروی ہیں:

۱:...... صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته. احمد، مسلم، ابو دائود، نسائی، ابن ماجه اور ابن حبان وفی لفظ له فاقبلوا رخصته.

۲:...... صدقة السفر ركعتان...... تمام من غير قصر على لسان محمد ﷺ۔احمد، نسائی، ابن ماجہ، طیالسی، ابن حبان اور طحاوی۔یہ حدیث صحیح ہے۔اس لئے کہ عبد الرحمٰن کا سماع حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

(۱) وذكره في الفتح عن بلاغات الشافعي في الام عن الزهري وسكت عليه، والله اعلم.

سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو: مقدمہ مسلم کماحققہ المارويني فی "الجوهر النقی" وابن کثير فی "التفسير" وابن حجر فی "التلخيص" والزيلعي فی "نصب الراية" والعيني فی "العمدة"۔

۲:...... حدیث علی جسے بزار نے ذکر کیا ہے، سند میں حارث اعور ہے ملاحظہ ہو: "مجمع الزوائد" ج:۲، ص:۱۵۵ حضرت علی سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر۔ (۵-۱۵۵)

۳:...... حدیث ابن عباس۔ احمد، مسلم اور نسائی میں۔

۴:...... حدیث انس۔ صحیحین میں۔

۵:...... حدیث عمران بن حصین۔ احمد، ابوداؤد، طیالسی، ابن ابی شیبہ، طحاوی، بیہقی، طبرانی اور بزار وغیرہ میں۔

۶:...... حدیث عائشہ: بخاری نے صلوٰۃ وتقصیر صلوٰۃ وہجرت میں، مسلم نے صلوٰۃ المسافرین میں۔

اس باب میں مندرجہ ذیل حدیثیں اور بھی ہیں:

۱:...... حدیث سلمان۔ طحاوی اور طبرانی میں۔

۲:...... حدیث ابی ہریرۃ۔ ابویعلی وطبرانی میں۔

ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔ ملاحظہ ہو: "مجمع الزوائد"۔ یہ مجموعہ احادیث اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قصر واجب ہے، عزیمت ہے اور قصر سے پوری نماز پڑھنے ہی کا ثواب ملتا ہے۔ قصر اور رخصت مجازاً کہا گیا ہے۔ یہی جمہور صحابہ وتابعین کا مذہب ہے۔ تفصیل کے لئے معارف السنن ملاحظہ کیجئے:

باب ماجاء فی صدقة الزروع والثمر والحبوب

اس باب میں مصنف ترمذی نے چار حدیثوں کا حوالہ دیا ہے:

۱:...... احادیث ابی ہریرۃ۔ جسے امام احمد نے مسند میں اور ابوعبیدہ نے کتاب الأموال میں ذکر کیا ہے۔

۲:...... حدیثِ ابن عمر۔ ابوعبیدہ نے کتاب الاموال میں مرفوعاً وموقوفاً اور ابن ابی شیبۃ نے مصنف میں نقل کیا ہے۔

۳:...... حدیثِ جابر۔ صحیح مسلم میں۔

۴:...... حدیثِ عبداللہ بن عمرو۔ سنن دارقطنی میں۔

اس باب میں ذیل حدیثیں موجود ہیں:

۱:...... حدیث عائشہ۔ سنن دارقطنی میں۔

۲:......حدیثِ ابی رافع۔ دارقطنی وطبرانی میں۔

۳:......حدیث محمد بن عبداللہ بن جحش۔ دارقطنی میں۔

۴:......حدیث عمرو بن حزم: صحیح ابن حبان میں، متن کے لئے عمدۃ القاری (۴۔ ۳۴۶، ۳۴۷) ملاحظہ فرمائیے۔

۵:......حدیثِ ابی سعید خدری (جو باب کی حدیث ہے) سمیت یہ کل نو احادیث ہیں۔

تنبیہ: تحفۃ الاحوذی کے مصنف نے شیخ سراج احمد کی اتباع کرتے ہوئے حدیثِ ابن عمر کے لئے بخاری کا حوالہ دیا ہے، جو غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ حدیث بخاری کی نہیں، بلکہ دارقطنی کی ہے۔ تحفۃ الاحوذی والوں نے فتح الباری اور عمدۃ القاری کو دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی، چہ جائیکہ اصل کتاب کی مراجعت کرتے۔ اسی طرح انہوں نے شیخ سراج احمد کی پیروی کرتے ہوئے حدیثِ عبداللہ بن عمرو کا بھی حوالہ نہیں دیا ہے، جس کا میں حوالہ دے چکا ہوں۔

"باب ماجاء فی شهر رمضان":

امام ترمذیؒ نے اس باب میں تین صحابہ کی احادیث کا حوالہ دیا ہے، جن کی تخریج یہ ہے:

ا:......حدیثِ عبدالرحمٰن بن عوف۔ نسائی اور ابن ماجہ میں۔

۲:......حدیث ابن مسعود۔ بیہقی میں، ملاحظہ ہو: فتح الباری، ان سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے۔ بحوالہ ابویعلی دیکھئے: "مجمع الزوائد" اور "عمدۃ القاری" اس حدیث میں جریر بن ایوب بجلی ہے، جس کی وجہ سے حدیث منکر اور ضعیف ہے۔ دیکھئے: عمدۃ القاری، ان ہی سے طبرانی کبیر میں ایک اور حدیث آتی ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۳۔ ۱۴۰)

۳:......حدیث سلمان۔ مسند حارث بن اسامہ میں کمافی العمدۃ (۵۔ ۱۷۹)

اس باب میں ان احادیث کے علاوہ تیرہ احادیث اور بھی ہیں، جنہیں بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں حضرت انس، ابوسعید، ابن عمر، ابن عباس، عمر، ابوامامۃ، عائشہ اور ابومسعود الغفاری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے یہ کام نہایت اختصار سے شروع فرمایا تھا اور خیال تھا کہ اسے معارف السنن کا ذیل بنایا جائے گا، اس لئے اور بھی اختصار سے کام لیا، لیکن کثرتِ مشاغل اور کام کی زیادتی کی وجہ سے یہ سلسلہ دیر تک نہ چل سکا، مجبوراً یہ کام حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان صاحب زیدمجدہم کے حوالہ فرمایا تو ابواب

الطہور کے پہلے باب کی خود تخریج فرمائی جو ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

”باب لاتقبل صلاة بغیر طھور“

اس باب میں تین حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے:

۱- حدیثِ أبی الملیح عن أبیہ۔ نسائی اور ابوداؤد نے باب فرض الوضوء میں اور ابن ماجہ نے باب ”لا یقبل اللہ صلوٰۃ بغیر طھور“ میں۔

۲- حدیث أبی ہریرۃ، صحیح بخاری: ”باب لاتقبل صلاة بغیر طھور“ میں۔

۳- حدیث انس۔ ابن ماجہ نے باب مذکور ہی میں۔ اس لئے ہیثمی کا اسے مجمع الزوائد میں ذکر کرنا درست نہیں۔ لکھتے ہیں: اس باب میں مندرجہ ذیل احادیث بھی موجود ہیں:

۱- حدیث أبی بکرۃ، ابن ماجہ میں۔

۲- حدیث أبی سعید، طبرانی اوسط اور بزار میں۔ اس میں عبید اللہ بن یزید القردوانی ہے۔

۳- حدیث ابن مسعود، طبرانی کبیر میں۔ اس میں عباد بن احمد عزرمی متروک راوی ہے۔

۴- حدیث عمران بن حصین۔ طبرانی کبیر میں، ہیثمی کہتے ہیں: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۵- حدیث ابی سبرۃ، طبرانی کبیر میں، اس میں یحییٰ بن یزید بن عبداللہ بن انیس ہے جو ہیثمی کے یہاں غیر معروف ہے۔

۶- حدیث ابی الدرداء۔ طبرانی کبیر میں، ہیثمی کہتے ہیں: اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۷- حدیث ابن سبرہ عن ابیہ عن جدہ۔ طبرانی اوسط میں۔

۸- حدیث جدۃ رباح بن عبدالرحمٰن۔ مسند احمد میں، اس کی سند میں ابوثفال ہے اور بقول امام بخاری جس کی احادیث قابل نظر ہے۔ ملاحظہ ہو ”مجمع الزوائد“۔

۹- حدیث سعید بن عمارۃ۔ طبرانی کبیر میں، بقول ہیثمی اس میں غیر معروف راوی ہے۔

اس ایک معنی کی احادیث یہ تیرہ صحابہ روایت کررہے ہیں۔ لہذا حدیث متواتر ہوگئی اور کتاب واجماع سے یہ حکم ثابت ہوگیا۔ لیکن مفتی صاحب مدظلہ کی عدیم الفرصتی اور کثرت مشاغل درس وتدریس ومنصب افتاء ایسی دیگر گرانقدر ذمہ داریوں کی بناء پر موصوف صرف تین ابواب کی تخریج ہی کرپائے اور یہ کام پھر معرض التواء میں پڑ گیا۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ اس قیمتی کام کے لئے بے چین تھے۔ راقم الحروف جس زمانہ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم تھا‘ مجھ سے بارہا فرمایا کہ لب اللباب کا کام بہت اونچا کام ہے اور اس کی

ضرورت بہت ہے۔ دل چاہتا ہے کہ آپ اس کام کو کریں۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا کہ: مزید تعلیم کے نام سے جامعہ یا کسی اور ادارہ میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ فوراً یہاں آجائیں۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی تھی' اپنی بے علمی اور بے مائیگی، نااہلی وبے بضاعتی کے باوجود حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے حکم کے امتثال میں اپنے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے اس کام کے لئے حاضر ہوگیا۔ کام کی ابتداء جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ میں ہی ہوگئی تھی' لیکن چونکہ ناقصوں کے کام ناقص اور نااہلوں کے کام ادھورے ہی ہوا کرتے ہیں، اس لئے یہ کام ابھی تک ادھورا ہی ہے۔ دعا فرمائیے کہ باری تعالیٰ اخلاص سے کام کرنے اور جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے۔

انہ علیٰ کل شیئ قدیر وبالاجابۃ جدیر وھو حسبنا ونعم الوکیل، نعم المولیٰ ونعم النصیر.

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ تخریج مافی الباب کے کام کو جس انداز میں کرانا چاہتے تھے' ذیل میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱- صحاح ستہ میں پائی جانے والی احادیث کے الفاظ نقل نہ کئے جائیں۔ صرف باب اور صفحہ نمبر لکھ دیا جائے، اس لئے کہ صحاح ستہ مطبوعہ کتابیں ہیں۔ ہر شخص آسانی سے انہیں دیکھ سکتا ہے۔

۲- جو حدیث صحاح ستہ کے علاوہ کسی اور حدیث کی کتاب میں مذکور ہوگی، اس کے الفاظ بھی نقل کئے جائیں اور اگر کتاب مطبوعہ ہے تو باب اور صفحہ نمبر بھی۔

۳- اگر حدیث طویل ہو اور صحاح ستہ کے علاوہ کسی کتاب کی ہو تو صرف موضع استشہاد اور ضروری حصہ کو لیا جائے، پورا متن نقل نہ کیا جائے۔

۴- اگر کسی باب میں ایک صحابی کی کئی روایتیں موجود ہوں تو سب کو ذکر کردیا جائے، خواہ امام ترمذی ان میں سے کسی ایک ہی کو چاہتے ہوں۔

۵- اگر کسی باب میں امام ترمذی کی فی الباب والی احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی پائی جاتی ہوں تو ان سب کو جمع کردیا جائے۔

۶- اگر کسی باب میں امام ترمذی نے کسی حدیث کا بھی حوالہ نہ دیا اور اس باب میں کوئی حدیث مل جائے تو اس پر استدراک کیا جائے اور یہ بتلایا جائے کہ ہمیں اس باب میں فلاں فلاں صحابہ سے یہ حدیثیں ملی ہیں۔ بصورت دیگر بتلادیا جائے کہ کچھ نہیں ملا۔

۷- تخریج کے سلسلہ میں اصل کتابوں کی مراجعت کی جائے یا جو کتابیں تخریج پر لکھی گئی ہیں ان کو دیکھا

جائے۔ دوسروں کی کتاب سے حدیث لے کر اصل کتاب کا حوالہ نہ دیا جائے۔ ہاں اگر اصل دیکھ لی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ جس کے واسطہ سے حدیث لی ہے، اس واسطہ کا تذکرہ ضرور کیا جائے۔ مثلاً نصب الرایہ نے یہ حدیث فلاں فلاں کتابوں کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔

۸- جو حدیث نہ ملے اس کی صراحت کر دی جائے کہ ہمیں مراجع میں وہ حدیث نہیں ملی یا بیاض چھوڑ دیا جائے جو اس بات کی علامت ہو کہ حدیث نہیں مل سکی۔

۹- اگر حدیث صحاح ستہ کے علاوہ کسی اور کتاب کی ہے اور اس میں کوئی ضعیف راوی ہے تو ائمہ فن کے حوالہ سے اس کی تخریج کی جائے۔

۱۰- اگر تخریج کے سلسلہ میں کسی نے غلطی کی ہے تو اس پر صراحۃً یا اشارۃً تنبیہ کر دی جائے۔

۱۱- اگر کوئی باب فقہی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے اور امت کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے تو اس باب میں مرفوعاً احادیث ذکر کر کے موقوف احادیث و آثار صحابہ کو بھی نقل کیا جائے۔ خواہ اجمالاً ہو، تاکہ تعامل اور آثار کی روشنی میں مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی پڑ جائے، اس لئے کہ اختلافی مسائل میں تعامل سے ہی فیصلہ کیا جاتا ہے اور آثار ہی کے ذریعہ ترجیح دی جاتی ہے۔

۱۲- بعض اوقات حدیث سے مستنبط کسی مسئلہ کو ترجیح بھی دی جاتی ہے، تاکہ حقِ تحقیق ادا ہو اور اداءِ واجب بھی۔

تخریجِ احادیث کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے سامنے ہوتی ہیں:

۱- مسند الامام اعظم: امام ابوحنیفۃ النعمان، ۱۵۰ھ
۲- موطأ الإمام مالک: امام مالک بن انس، ۱۷۹ھ
۳- موطأ الإمام محمد: امام محمد بن الحسن، ۱۷۹ھ
۴- الأم: امام محمد بن ادریس الشافعی، ۲۰۴ھ
۵- مسند الشافعی: امام محمد بن ادریس الشافعی، ۲۰۴ھ
۶- مسند ابی داؤد الطیالسی: ابوداؤد سلیمان بن داؤد، ۲۰۴ھ
۷- مصنف عبد الرزاق: عبد الرزاق بن ہمام، ۲۱۱ھ
۸- مسند حمیدی: ابوبکر عبد اللہ بن الزبیر، ۲۱۹ھ
۹- مصنف ابن ابی شیبۃ: ابوبکر بن أبی شیبۃ، ۲۳۵ھ
۱۰- مسند الامام احمد: امام أحمد بن حنبل، ۲۴۱ھ
۱۱- مسند دارمی: عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، ۲۵۵ھ
۱۲- صحیح البخاری: محمد بن اسمٰعیل، ۲۵۶ھ
۱۳- صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج، ۲۶۱ھ
۱۴- سنن ابن ماجہ: محمد بن یزید ابن ماجہ، ۲۷۳ھ
۱۵- سنن أبی داؤد: سلیمان بن الأشعث، ۲۷۵ھ
۱۶- سنن النسائی: أحمد بن شعیب، ۳۰۳ھ
۱۷- منتقی ابن لاجرود: ابومحمد ابن الجارود، ۳۰۷ھ
۱۸- الکنٰی والأسماء: ابوبشر محمد بن احمد الدولابی۔ ۳۱۰ھ
۱۹- جامع البیان: أبوجعفر محمد بن جریر الطبری، ۳۱۰ھ
۲۰- صحیح ابن خزیمۃ: محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ، ۳۱۱ھ

-مسند أبی عوانہ: أبوعوانہ یعقوب بن اسحٰق، ۳۱۶ھ
۲۲-معجم صغیر: سلیمان بن احمد الطبرانی: ۳۶۰ھ
۲۳-عمل الیوم واللیلۃ: لابن السنی، ۳۶۴ھ
۲۴-سنن دارقطنی: علی بن عمر، ۳۸۵ھ
۲۵-مستدرک حاکم: أبوعبداللہ محمد الحاکم، ۴۰۵ھ
۲۶-سنن البیہقی: احمد بن الحسین، ۴۵۸ھ
۲۷-معرفۃ السنن والآثار: احمد بن الحسین، ۴۵۸ھ
۲۸-الدرایۃ: أحمد بن علی العسقلانی: ۸۵۲ھ
-شرح السنۃ: ابومحمد الحسین بن مسعود البغوی، ۵۱۶ھ
۳۰-الدر المنثور: الجلال السیوطی، ۹۱۱ھ
-مجمع الزوائد: علی بن أبی بکر الہیثمی، ۸۰۷ھ
۳۲-موارد الظمآن: علی بن أبی بکر الہیثمی، ۸۰۷ھ
۳-تلخیص الحبیر: احمد بن علی العسقلانی، ۸۵۲ھ
۳۴-فتح الباری: احمد بن علی العسقلانی، ۸۵۲ھ
۳-المطالب العالیۃ: أحمد بن علی العسقلانی، ۸۵۲ھ
۳۶-جمع الفوائد: محمد بن محمد بن سلیمان
شرح معانی الآثار: أحمد بن محمد ابوجعفر الطحاوی، ۳۲۱ھ
۳۸-عقود الجواہر المنیفہ: محمد مرتضیٰ الزبیدی ۱۲۰۵ھ
-عمدۃ القاری: بدرال...ین محمود بن احمد العینی، ۸۵۵ھ
۴۰-کنز العمال: علی المتقی بن حسام الدین الہندی ۹۷۵ھ
جامع مسانید الإمام الأعظم: محمد بن محمود الخوارزمی، ۶۶۵ھ
۴۲-نصب الرایۃ: ابومحمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی، ۷۶۲ھ
۴۳-مشکوٰۃ المصابیح: محمد بن عبداللہ الخطیب کان حیا، ۷۳۷ھ
۴۴-جامع الأصول: مبارک بن محمد بن الأثیر الجزری، ۶۰۶ھ
۴۵-الترغیب والترہیب: عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، ۶۵۶ھ

یہ وہ کتابیں ہیں جو ہمیں ہر حدیث کے لئے دیکھنا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ امام بخاری کی تاریخ کبیر، ابن سعد کی طبقات، احکام القرآن جصاص ۳۷۰ھ کی، ابونعیم کی ’حلیۃ الاولیاء، تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۴۶۳ھ کی۔ الاعتبار، حازمی ۵۸۴ کی۔ الاصابۃ حافظ ابن حجر کی۔ نیل الاوطار، شوکانی کی۔ انتقاء الترغیب والترہیب، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، حافظ کی۔ خلاصہ تذہیب، تہذیب الکمال، خزرجی وغیرہ بھی سامنے رہتی ہیں۔

جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ، لب اللباب کو معارف السنن کا ذیل بنانا چاہتے اسی غرض سے آپ نے نہایت اختصار سے تخریج فرمائی، لیکن جب یہ کام بندہ کے سپرد کیا تو اس وقت ...رت شیخ نوراللہ مرقدہ نے اسے مستقل کتاب کے طور پر شائع کرنے کے لئے تفصیل اور جامعیت کے ساتھ ...یج کا حکم دیا اور ہم نے یہ کوشش کی کہ مرفوع وموقوف تمام احادیث کو ہر باب میں الگ الگ یکجا جمع کر دیا ...ئے اور ساتھ ہی اس حدیث کی تخریج بھی کر دی جائے، جسے امام ترمذی نے باب میں ذکر کیا ہے۔ حتی المقدور ...طبوعہ کتابوں سے مدد لیتے ہوئے یہ حقیر سی محنت جاری ہے، اگر قبول ہو جائے تو زہے قسمت:

جهد المتيم أشواق فيظهرها — دمع على صفحات الخد ينحدر

وذلک فی ذات الإلٰہ وإن یشأ　　　یبارک علی أوصال شلو ممزع

ذیل میں نمونہ کے طور پر چندابواب کی مختصراً تخریج پیش کی جاتی ہے:

"باب ماجاء لاتقبل صلاۃ بغیر طہور"

اس باب میں امام ترمذی نے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی احادیث کا حوالہ دیا ہے:

ا:....ابوالملیح عن ابیہ۔۲:....ابو ہریرہ۳:....انس رضی اللہ عنہم۔

ا-حدیث ابی الملیح۔ جس کو نقل کرنے والے ہیں: مسند طیالسی (۶۔۱۷۸) مصنف ابن ابی شیبۃ (ا۔۵۰) مسند احمد (۵۔۷۴۔۷۵) سنن دارمی (ص ۹۳) سنن ابن ماجہ (ص:۲۴) سنن ابی داؤد (ا۔۹) سنن نسائی (ا۔۳۳) مسند ابی عوانہ (ا۔۲۳۵) طبرانی معجم صغیر (ص:۱۹) سنن بیہقی (ا۔۴۲،۲۳۰) شرح السنۃ (ا۔۳۲۹) ابن حبان بحوالہ موارد الظمآن (ا۔۶۵) کنز العمال (۵۔۶۸)

۲- حدیث أبی ہریرۃ۔ ایک طریق سے مصنف عبدالرزاق میں (ا۔۱۳۹) صحیح بخاری (ا۔۲۵) مسلم (ا۔۱۱۹) جامع ترمذی (ا۔۱۱) ابوعوانۃ (ا۔۲۶۷،۲۶۸) بیہقی (ا۔۱۱۷) شرح السنۃ (ا۔۳۲۸) پر ہے۔

دوسرے طریق سے صحیح ابن خزیمۃ (ا۔۸) ابوعوانہ (ا۔۲۳۶) بزار بحوالہ مجمع الزوائد (ا۔۲۲۷،۲۲۸) ہیثمی لکھتے ہیں: اس میں ایک راوی کثیر بن زید اسلمی ہے، جس کے بارے میں ابن حبان اور ابن معین کی رائے ہے کہ وہ ثقہ ہے اور ابوزرعۃ کہتے ہیں سچا ہے، لیکن اس میں لین ہے۔ امام نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی ثقہ قرار دیتے ہیں۔

۳- حدیث انس دیکھئے۔ مصنف ابن أبی شیبۃ (ا۔۵) ابن ماجہ (ص۔۲۴) ابوعوانہ (ا۔۲۳۵) مسند ابی یعلی بحوالہ ہیثمی (ا۔۲۲۷) ہیثمی کہتے ہیں، اس میں ابن سنان انس سے راوی ہیں اور ان سے یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، جن کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ تاریخ خطیب (۴۔۳۲۱)

باب میں ذکرشدہ حدیث ابن عمر کی تخریج کنندہ یہ ہیں: طیالسی (۸۔۲۵۶،۲۵۷) ابن أبی شیبہ (ا۔۴،۵) مسند احمد (۲۔۲۰،۳۹،۵۱،۵۷،۷۳) مسلم (ا-۱۱۹) ابن ماجہ (ص:۲۴) منتقی ابن الجارود (ص:۳۲) ابن خزیمہ (ا۔۸) ابوعوانہ (ا۔۲۳۴) بیہقی (ا۔۴۲) معجم صغیر طبرانی (ص:۳۱) معجم أوسط طبرانی بحوالہ تلخیص الحبیر (ا-۱۲۹)

اس باب میں مندرجہ ذیل حدیثیں بھی کتب حدیث میں موجود ہیں:

ا- حدیث أبی بکرۃ، ابن ماجہ میں (ص:۲۴)

۲- حدیث أبی سعید۔ ابوعوانہ (ا-۲۳۶) طبرانی اوسط و بزار بحوالہ مجمع الزوائد (ا-۲۲۷) ہیثمی کہتے

ہیں: اس میں عبیداللہ بن یزید قردوانی ہے جس سے صرف ان کے بیٹے محمد ہی روایت کرتے ہیں۔

۳- حدیث ابی بکر۔ ابوعوانہ میں (۱-۲۳۷)

۴- حدیث الزبیر بن العوام۔ طبرانی اوسط میں، اس کی سند میں وہب بن حفص ہے، جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۱-۲۲۷)

۵- حدیث عبداللہ بن مسعود۔ طبرانی کبیر میں، اس میں عباد بن احمد عرزمی متروک راوی ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۱-۲۲۷)

۶- حدیث عمران بن حصین۔ طبرانی کبیر میں۔ اس کے رجال، صحیح کے رجال ہیں، ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۱-۲۲۸)

۷- حدیث عائشہ۔ دارقطنی میں (۱-۱۳۶) لکھتے ہیں کہ اس میں عمرو بن شمر اور جابر ضعیف راوی ہیں۔

۸- حدیثِ سعید بن زید۔ دیکھئے مسند طیالسی (۱-۳۳) ابن ابی شیبۃ (۱-۳، ۵) مسند احمد (۴-۷۰) و (۵-۳۸۱، ۳۸۲) و (۶-۳۸۲) ابن ماجہ (۱-۲۲) شرح معانی الآثار (۱-۱۴) دارقطنی (۱-۲۷) مستدرک حاکم (۴-۶۰) بیہقی (۱-۴۳)

امام احمد نے یہی حدیث مسند احمد میں (۶-۳۸۲) میں جدہ رباح بن عبدالرحمٰن سے بھی نقل کی ہے...... اور حاکم نے مستدرک میں (۴-۶۰) ہیثمی لکھتے ہیں کہ اس میں ابوثفال نامی ایک راوی ہے، جس کے بارے میں امام بخاری نے لکھا ہے کہ اس کی احادیث محل نظر ہیں، دیکھئے مجمع الزوائد (۱-۲۲۸) مسند بزار و عقیلی فی الضعفاء بحوالہ تلخیص الحبیر (۱-۷۴) وسنن سعید بن منصور وشاشی بحوالہ کنز العمال (۵-۶۸)

۹- حدیثِ ابی ہریرۃ ملاحظہ ہو۔ مسند احمد (۲-۴۱۸) ابن ماجہ (ص: ۳۲) ابوداؤد (۱-۱۴) ترمذی (۱-۱۱) طحاوی (۱-۱۴) دارقطنی (۱-۲۶، ۲۹) حاکم (۱-۱۴۶) بیہقی (۱-۴۱-۴۳-۴۴) بغوی (۱-۴۰۹)

۱۰- حدیث سہل بن سعد، دیکھئے: ابن ماجہ (ص: ۳۲) حاکم (۱-۲۶۹) طبرانی بحوالہ تلخیص (۱-۷۵)

۱۱- حدیثِ ابی سبرۃ۔ دیکھئے الکنی والاسماء (۱-۳۶) طبرانی (۱-۵) بحوالہ نصب الرایۃ (۱-۵) مجمع الزوائد (۱-۲۲۸) ہیثمی کہتے ہیں کہ اس میں یحیٰی بن ابی یزید بن عبداللہ بن انیس ہے، جس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ایک اور روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ: اسے طبرانی نے اوسط میں لیا ہے اور اس کی سند میں عیسیٰ بن سبرۃ اور ان کے والد اور عیسیٰ بن یزید ہیں، جن میں سے کسی کا بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ کنز العمال (۵-۶۸) میں اسے بغوی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۱۲- حدیثِ ابی سعید۔ ملاحظہ ہو۔ [illegible] (۱۰[illegible]) بیہقی (۱-۴۳)

۱۳۔ حدیثِ ابی الدرداء۔ طبرانی کبیر میں، بحوالہ مجمع الزوائد (۱۔۲۲۸) ہیثمی کہتے ہیں کہ: اس کے رجال ثقہ ہیں، البتہ طبرانی کے شیخ ثابت بن نعیم الھوجی غیر معروف ہیں۔

۱۴۔ حدیثِ انس۔ حافظ تلخیص (۱۔۷۵) میں لکھتے ہیں کہ: اس حدیث کو عبدالمالک بن حبیب اندلسی نے اسد بن موسیٰ کے واسطہ سے لیا ہے اور عبدالملک نہایت ضعیف راوی ہے۔

۱۵۔ حدیثِ ابی ہریرۃ۔ دارقطنی میں۔ (۱۔۲۶) اس میں محمود ضعیف راوی ہے۔ بیہقی (۱۔۴۴) امام بیہقی نے اس پر انقطاع کا حکم لگایا ہے۔

۱۶۔ حدیثِ أبی روح۔ ابن ابی شیبۃ (۱۔۵) مسند احمد (۳۔۳۷۱) عبدالرزاق بحوالہ کنز العمال (۵۔۱۱۴)

۱۷۔ حدیثِ أبی ہریرۃ۔ ابن عساکر نے بحوالہ کنز العمال (۵۔۱۰۱) نقل کی ہے۔

۱۸۔ حدیث رفاعۃ۔ طبرانی کبیر میں اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۲۔۱۰۴)

۱۹۔ حدیثِ مرسل عن أبی بکر بن حویطب۔ الکنٰی والاسماء (۱۔۱۲۰)

۲۰۔ حدیثِ مرسل عن عمارۃ۔ عبدالرزاق بحوالہ کنز العمال (۵۔۶۸)

۲۱۔ حدیثِ مرسل عن ابی قلابۃ۔ رواہ الحارث بحوالہ المطالب العالیۃ (۱۔۲۱)

اس باب میں درج ذیل موقوف احادیث وآثار صحابہ پائے جاتے ہیں:

۱۔ أثر عبداللہ۔ ابن أبی شیبۃ (۱۔۵)

۲۔ أثر ابن عمر۔ ابن أبی شیبۃ (۱۔۵) وسعید بن منصور فی سننہ بحوالہ کنز العمال (۵۔۱۰۰)

۳۔ أثر عمر۔ ابن أبی شیبۃ (۱۔۵) **قلت وقد ذکرہ صاحب الکنز ولم یعزہ الیٰ أحد وھو عند ابن أبی شیبۃ فلیتنبۃ.**

۴۔ أثر سعد بن عمارۃ۔ طبرانی کبیر، بحوالہ مجمع الزوائد (۱۔۲۲۸)

"باب ماجاء فی السواک"

اس باب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث کا حوالہ دیا تھا، ہمیں ان کے علاوہ اڑتیس دیگر صحابہ سے بھی حدیثیں ملی ہیں۔ مجموعہ ۵۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ایک سو تیس مرفوع اور پندرہ مرسل احادیث ہوگئیں۔ موقوف احادیث وآثار کی تعداد چالیس ہے۔

"باب فی فضل الصلوات الخمس"

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے تین احادیث کا حوالہ دیا تھا، ہمیں مجموعہ اٹھتر (۷۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے دوسوانیس مرفوع احادیث اور دو مرسل اور تیس آثار ملے ہیں۔

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''کتاب الصلوٰۃ کے ایک باب کی تخریج بھی نمونۃً پیش کردی جائے۔

"باب ماجاء فی کراھیة أن یتخذ علی القبر مسجداً"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو حدیثوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

ا۔حدیثِ أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

۲۔حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا۔

ا۔ حدیثِ أبی ہریرۃ۔ دیکھئے مؤطا محمد (صفحہ ۱۶۸) حمیدی (۲۔۴۴۵) مسند احمد (۲۔۲۸۴، ۲۸۵، ۳۶۶، ۳۹۶، ۴۵۴، ۵۱۸) بخاری (ا۔۶۲) مسلم (ا۔۲۰۱) ابوداؤد (۲۔۴۶۰) نسائی (ا۔۲۸۸) ابوعوانہ (ا۔۴۰۰) بیہقی (۴۔۸۰)

۲۔حدیثِ عائشہ۔ دیکھئے ابن ابی شیبۃ (۲۔۳۷۶، ۳۷۷) مسند احمد (۶۔۳۴، ۸۰، ۱۱، ۱۴۶، ۲۲۹، ۲۵۲، ۲۵۵، ۲۷۴) دارمی (ا۔۲۷۰، بخاری (ا۔۶۲، ۱۷۷، ۱۸۶، ۴۹۱) و (۲۔۶۳۹) مسلم (ا۔۲۰۱) نسائی (ا۔۱۱۵، ۲۸۸) منتقی ابن الجارود (ص:۶۸) ابوعوانہ۔(ا۔۳۹۹) بیہقی (۴۔۸۰) بغوی (۲۔۴۱۵)

حدیث الباب حدیثِ ابن عباس کی تخریج یہ ہے: طیالسی (اا۔۳۵۷) ابن أبی شبیۃ (۲۔۳۷۶) مسند احمد (ا۔۲۲۹، ۲۸۷، ۳۲۴، ۳۳۷) ابوداؤد (ا۔۴۶۱) نسائی (ا۔۲۸۷) بغوی (۲۔۴۱۷)

اس باب میں مندرجہ ذیل احادیث بھی کتبِ حدیث میں موجود ہیں:

ا۔حدیثِ اسامۃ۔ملاحظہ ہو: طیالسی (۳۔۸۸) مسند احمد (۵۔۲۰۴) طبرانی کبیر اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔(کمافی المجمع (۲۔۲۷) ابونعیم وسعید بن منصور بحوالہ کنز العمال (۴۔۲۲۹)

۲۔حدیث ابن عباس، دیکھئے: عبدالرزاق (ا۔۴۰۶) مسند احمد (ا۔۲۱۸) و (۶۔۳۴، ۲۲۹، ۲۷۵) دارمی (ا۔۱۷۰) بخاری (ا۔۶۲، ۴۹۱) و (۲۔۶۳۹) مسلم (ا۔۲۰۱) نسائی (ا۔۱۱۵) منتقی ابن الجارود (ا۔۶۸) ابوعوانہ (ا۔۳۹۹) بیہقی (۴۔۸۰)

۳۔حدیثِ علی۔نقل کرتے ہیں ابن اأبی شیبۃ (۲۔۳۷۵) ابویعلی بحوالہ مجمع الزوائد (۴۔۳) ہیثمی کہتے ہیں: اس میں حفص بن ابراہیم جعفری ہے۔ابن حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے، لیکن اس پر جرح نہیں کی اور

باقی رجال سب ثقہ ہیں۔

۴۔ حدیثِ جد عبداللہ بن الحارث النجرانی۔ ابن أبی شیبہ (۲۔۳۷۶)

۵۔ حدیثِ عائشہ۔ ذکر کرتے ہیں ابن أبی شیبۃ (۲۔۳۷۶) مسند احمد (۶۔۵۱) بخاری (۱۔۶۱) مسلم (۱۔۲۰۱) نسائی (۱۔۱۱۵) ابوعوانہ (۱۔۴۰۰، ۴۰۱) بیہقی (۴۔۸۰) بغوی (۲۔۴۱۵)

۶۔ حدیثِ ابن مسعود۔ دیکھئے: مسند احمد (۱۔۴۰۵، ۴۳۵، ۴۵۴) طبرانی کبیر بسند حسن ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۲۔۷۷) ابن حبان بحوالہ کنز العمال (۴۔۷۵)

۷۔ حدیثِ أبی مرثد الغنوی۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد (۴۔۱۳۵) ابوداؤد (۱۔۴۶۰) ترمذی (۱۔۱۲۵) نسائی (۱۔۱۲۴) ابوعوانہ (۱۔۳۹۸) طحاوی (۱۔۲۴۸) بیہقی (۲۔۴۳۵)

۸۔ حدیثِ زید بن ثابت۔ نقل کرتے ہیں: مسند احمد (۵۔۱۸۴، ۱۸۶) طبرانی کبیر ورجالہ ثقات، ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۲۔۲۷)

۹۔ حدیثِ جندب۔ ذکر کرتے ہیں، مسلم (۱۔۲۰۱) أبوعوانہ (۱۔۴۰۱) ابن سعد بحوالہ کنز العمال (۴۔۷۵)

۱۰۔ حدیثِ ابن عباس۔ طبرانی کبیر میں بحوالہ مجمع الزوائد (۲۔۲۷) ہیثمی لکھتے ہیں کہ: اس میں عبداللہ بن کیسان المروزی راوی ہے، جسے حاتم نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقہ۔

۱۱۔ حدیثِ واثلۃ بن الاسقع، طبرانی کبیر میں بحوالہ مجمع (۲۔۲۷) سند میں حجاج بن أرطاۃ متکلم فیہ راوی ہے۔

۱۲۔ حدیثِ أنس نقل کرتے ہیں، بزار برجال صحیح کما فی المجمع الزوائد (۲۔۲۷) ابن حبان بحوالہ کنز العمال (۴۔۷۵)

۱۳۔ حدیثِ علی بن أبی طالب۔ مسند بزار میں بحوالہ مجمع الزوائد (۲۔۲۷، ۲۸) روایت میں ابوالرقاد ہیں جن سے حنیف المؤذن کے علاوہ اور کسی نے روایت نہیں کی، ان کے علاوہ باقی تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

۱۴۔ حدیثِ أبی عبیدۃ بن الجراح۔ مسند احمد میں (۱۔۱۹۵) بزار بحوالہ مجمع الزوائد (۲۔۲۸)

۱۵۔ حدیثِ أبی سعید۔ مسند بزار میں بحوالہ مجمع الزوائد (۲۔۲۸) اس میں عمر بن صهبان راوی ہے جو بالاجماع سب کے نزدیک ضعیف ہے۔

۱۶۔ حدیثِ أبی ہریرۃ۔ مسند ابی یعلی میں۔ اس میں اسحاق بن أبی اسرائیل راوی متکلم فیہ ہے، باقی سب ثقہ ہیں۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد (۴۔۲، ۳)

۱۷۔ حدیثِ مرسل عن عمر بن عبدالعزیز، مؤطا مالک میں (ص: ۳۶۰)

۱۸۔ حدیثِ مرسل عن عطاء بن یسار۔ مؤطا مالک میں (ص: ۶۰)

۱۹۔ حدیث مرسل عن زید بن اسلم۔ مصنف عبدالرزاق (۱۔۴۰۶) اور مصنف ابن أبی شیبۃ میں (۲۔۳۷۵)

۲۰۔ حدیثِ مرسل عن عمرو بن دینار۔ مصنف عبدالرزاق میں (۱۔۴۰۶)

۲۱۔ حدیثِ مرسل عن سہیل بن حسین بن حسن۔ مصنف ابن أبی شیبۃ میں (۲۔۳۷۵)

اس باب میں درج ذیل آثار ملتے ہیں:

۱۔ علی۔ مصنف عبدالرزاق میں (۲۔۴۰۵)

۲۔ علی۔ مصنف عبدالرزاق میں (۲۔۴۰۶)

۳۔ عمر۔ مصنف ابن أبی شیبۃ (۲۔۳۷۵)

۴۔ عمر۔ مصنف ابن أبی شیبۃ (۲۔۳۷۶)

۵۔ ابراہیم۔ مصنف ابن أبی شیبۃ (۲۔۳۷۷)

یہ ہے ''لب اللباب فیما یقوله الترمذی وفی الباب'' کا تعارف اور حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی دعاؤں سے سیراب محنت کے ثمرات کا ایک نمونہ، الحمدللہ! اب تک تین ضخیم جلدوں کا مواد جمع ہو چکا ہے اور جهد المقل وموعہ اور دمعۃ من عوراء غنیمۃ باردۃ کے بموجب کام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ توفیق وہمت دے اور قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور نجات عقبیٰ کا ذریعہ بنائے، آمین۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه وصفوة

بریته محمد واله وصحبه وسلم

☆ ☆ ☆